Al-Raqīm
(Research Journal of Islamic Studies)

ISSN (Print): 3006-2225 **ISSN (Online):** 3006-2233	**Volume 04, Issue 01** **January-June 2026**	**Open Access at:** https://journals.iub.edu.pk/index.php/alraqim/index
Publisher: Department of Islamic Studies, The Islāmia University of Bahāwalpur, Rahīm Yār Khān Campus, Pakistan		**Email:** editor.alraqim@iub.edu.pk

غیر مسلم ممالک میں رہائش کی جائز و ناجائز صورتیں: ایک تحقیقی مطالعہ

Permissible and Impermissible Conditions of Residing in Non-Muslim Countries: A Research Study

Dr. Shahzada Imran Ayub

Associate Professor, Dept. of Islamic Studies, Division of Islamic & Oriental Learning, University of Education, Lahore, Pakistan

Email: drhfzimran@gmail.com

Received:	Revised:	Accepted:	Published:
Feb. 22, 2026	March 05, 2026	Mar 16, 2026	Mar 30, 2026

"Citation: Ayub , Dr. Shahzada Imran. "Permissible and Impermissible Conditions of Residing in Non-Muslim Countries: A Research Study." *Al-Raqīm (Research Journal of Islamic Studies)* 4, no. 1 (2026): 159-166.

Abstract

In the present era, due to the worsening political, social, and economic conditions in Muslim countries like Pakistan, emigration has become a significant issue. In search of a prosperous future, many people are choosing to move to other, more developed countries, both Muslim and non-Muslim. Migration to Muslim countries is generally not met with objection. However, those who choose to live in non-Muslim countries often face various objections. Research indicates that there is a consensus among scholars that residing in non-Muslim countries is permissible for certain purposes such as Islamic missionary work (da'wah), medical treatment, diplomatic missions, education, or espionage against hostile forces. Likewise, there is also consensus that residing in a non-Muslim country where religious freedom is not available or where faith is at risk is impermissible, and migration from such places becomes obligatory.

The disagreement, however, lies in the case of those non-Muslim countries where religious freedom exists, and Muslims can safely practice their faith and uphold Islamic values. Some scholars argue that even in such cases, residence is not allowed, citing various hadiths that emphasize separation from the "land of disbelief" (Dar al-Kufr), as well as the potential religious risks involved. On the other hand, the majority of scholars (jumhoor) are of the opinion that living in such countries is permissible.

Copyright © 2026 The Author(s). No conflict. CC BY 4.0 license.

Keywords:
Pakistan, residence, non-Muslim countries, religious freedom, Dar al-Kufr (land of disbelief), West, hijrah (Islamic migration), da'wah.

تعارف

وطنِ عزیز پاکستان کے حالات آئے دن ابتری کا شکار ہیں خواہ سیاسی ہوں یا معاشی و سماجی۔ بلاشبہ بیڈ گورننس، بے روزگاری، کمپنیز میں ڈاؤن سائزنگ اور روز بروز بڑھتی مہنگائی اور ٹیکسز کے باعث ہر طرف غیر یقینی اور مایوسی کی صورتحال ہے۔ جس کے نتیجے میں نہ صرف فیکٹریز اور کمپنیز کا پاکستان میں شٹ ڈاؤن اور بیرونِ ملک منتقلی کا عمل جاری ہے بلکہ انفرادی سطح پر بھی لوگ پاکستان چھوڑنے اور کسی خوشحال ملک میں مستقل قیام کا سوچنے پر مجبور ہیں، حتیٰ کہ نوجوان طبقہ 'جو کسی بھی ملک کے مستقبل کی امید اور قیمتی سرمایہ ہوتا ہے' بطورِ خاص ملک چھوڑنے کی ہر ممکن کوشش میں مصروف ہے۔ ایک سروے کے مطابق 2008ء سے 2024ء تک تقریباً ایک کروڑ افراد پاکستان چھوڑ چکے ہیں اور بطورِ خاص گزشتہ دو برسوں میں ملک چھوڑنے والوں کی تعداد 16 لاکھ کے قریب ہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ، باصلاحیت اور ہنرمند افراد کا بڑے پیمانے پر ترکِ وطن یقیناً پاکستان کے لئے کسی بڑے نقصان سے کم نہیں۔ لہذا حکمران طبقہ کو بے حسی چھوڑ کر نیک نیتی اور حب الوطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وطنِ عزیز کی فلاح وبقاء کے لئے سنجیدگی سے اس معاملے پر غور کرنا ہوگا۔

دوسری طرف بیرونِ ملک جانے والے اپنے اپنے حالات، مواقع اور صلاحیتوں کے مطابق دنیا کے مختلف ممالک کا رُخ کر رہے ہیں، جن میں اسلامی ممالک بھی ہیں اور غیر اسلامی بھی۔ اسلامی ممالک کی طرف سفر، ملازمت یا رہائش پر تو شرعی نقطہ نظر سے کوئی اعتراض نہیں لیکن غیر اسلامی ممالک کی طرف رُخ کرنے والوں کو بہت سے مسائل، اعتراضات اور تنقیدات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض علما کی طرف سے جواز اور بعض کی طرف سے عدمِ جواز کے فتوے دیئے جاتے ہیں۔ کچھ اہلِ علم بلادِ کفر میں مستقل رہائش پر پابندی لگاتے ہیں اور عارضی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ کچھ کا کہنا ہے کہ غیر مسلم ممالک میں قیام ورہائش کا حکم زمانہ وحالات کے اختلاف اور رہائش کے اغراض ومقاصد کے اختلاف کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے، ان تمام توجیہات کے باعث لوگوں کے لئے یہ مسئلہ نہایت پیچیدہ اور الجھن کا موجب بن چکا ہے۔ لہذا اس کنفیوژن کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس مسئلے کا بغور جائزہ لیا جائے تاکہ لوگوں کے لئے درست رہنمائی یقینی بنائی جاسکے۔

زیرِ نظر مقالہ میں اسی اختلافی مسئلہ کی نوعیت وحقیقت کو زیرِ بحث لاتے ہوئے ایک علمی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا کہ جس کے ذریعے دورِ حاضر کے اس اہم مسئلے کو غیر جانبدارانہ انداز میں حقائق اور شرعی دلائل کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

بنیادی سوالِ تحقیق

- غیر مسلم ممالک میں رہائش اختیار کرنے کی کون سی صورتیں جائز اور کون سی ناجائز ہیں؟

مقاصدِ تحقیق

- غیر مسلم ممالک میں رہائش کی جائز وناجائز صورتوں سے آگاہی حاصل کرنا۔
- بیرونِ ملک سفر واقامت کے خواہشمند حضرات کے لئے شرعی نقطہ نظر کے مطابق فیصلہ کرنے میں سہولت پیدا کرنا۔

غیر مسلم ممالک میں رہائش کی شرائط

غیر مسلم ممالک جہاں مسلمانوں کی تعداد کم اور غیر مسلموں کی اکثریت ہو یا اسلامی قانون کا نفاذ نہ ہو یا سرکاری طور پر مذہب اسلام نہ ہو یا اسلامی شعائر نمایاں نہ ہوں یعنی ہر جگہ اذان، نماز، عیدین اور جمعہ وغیرہ کا اہتمام پورے ملک میں آزادانہ طور پر نہ کیا جاتا ہو بلکہ مخصوص مقامات پر محدود دائرے میں رہتے ہوئے ہی اسلامی شعائر پر عمل کیا جا سکتا ہو تو ایسے ممالک میں رہائش اختیار کرنے کی اہل علم نے دو شرائط بیان کی ہیں:

1. دین وایمان محفوظ ہو:

یعنی ایسے ممالک میں رہائش اختیار کرنے والے کو اپنے دین وایمان کے ضیاع کا کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ ہو، اس کے پاس اسلام کا اتنا بنیادی علم موجود ہو کہ جس کے ذریعے وہ صحیح اور غلط، حرام اور حلال اور کفر واسلام میں تمیز کر سکے، اتنی ایمانی قوت موجود ہو کہ ہر حال میں دین پر ثابت قدم رہ سکے، تمام دینی عقائد اور ایمانیات کو خطرے میں ڈالے بغیر مکمل طور پر اسلامی شعائر پر عمل پیرا ہو سکے، اپنے ساتھ ساتھ اپنے اہل وعیال کی دینی تربیت کا بھی اہتمام کرتے ہوئے اسلامی اقدار کو زندہ رکھنے کی کوشش کرے اور اپنی دینی شناخت کو برقرار رکھتے ہوئے مقامی فتنوں اور گمراہیوں سے خود بھی بچے اور اپنے بیوی بچوں کو بھی بچائے۔ نیز ایمان کی حفاظت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اہل کفر سے گہری وابستگی، دلی محبت اور دوستانہ تعلقات سے بھی گریز کرے کیونکہ یہ سراسر ایمان کے منافی اُمور میں سے ہے۔ اگرچہ اسلام غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک، عدل وانصاف اور معاملات کی حد تک رواداری کی اجازت تو دیتا ہے لیکن ان سے محبت ودوستی اور قلبی لگاؤ کو ہرگز جائز قرار نہیں دیتا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ ٱلْيَهُودَ وَٱلنَّصَـٰرَىٰٓ أَوْلِيَآءَ ﴾[1]

"اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ۔"

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ

﴿لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ﴾[2]

"جو لوگ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، آپ انہیں ایسا کبھی نہیں پائیں گے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے دوستی رکھیں۔"

علاوہ ازیں بہت سے فرامینِ نبویہ سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ایک فرمان یوں ہے کہ

((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ))[3]

"آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی۔"

مقصد یہ ہے کہ مسلمان اپنی دینی شناخت کو برقرار رکھتے ہوئے کفریہ افکار وعقائد سے متاثر نہ ہوں، اپنی حدود کو پہچانیں، معاشرتی تعلقات وروابط میں توازن قائم کریں اور ہمیشہ اپنے دل کو ایمانی حرارت سے زندہ رکھیں۔ یہی باعث ہے کہ علما نے کسی بھی ایسے ملک میں رہائش اختیار کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے جہاں ایمان کے ضیاع کا خدشہ ہو۔

2. اعلانیہ دین پر عمل ممکن ہو:

مراد یہ ہے کہ غیر مسلم ممالک میں رہائش اختیار کرنے والا بغیر کسی رکاوٹ کے اپنے دین پر کھلے عام عمل پیرا ہو سکے۔ اسے اعلانیہ طور پر اپنے دین و ایمان کے اظہار اور اس کے احکامات پر عمل کی آزادی حاصل ہو۔ وہ کھلم کھلا اسلامی شعائر کو اپنا سکے۔ نماز، روزہ، اذان، حجاب اور جمعہ و عیدین وغیرہ کی اجتماعی و انفرادی ادائیگی میں کسی بھی قسم کا دباؤ اور رکاوٹ نہ ہو۔ کیونکہ اسلام کسی بھی ایسے مقام پر رہائش کی اجازت نہیں دیتا جہاں دین و ایمان پر سمجھوتہ کرنا پڑے۔ لہذا جہاں چھپ کر دین پر عمل کرنا پڑے یا اسلامی شعائر پر عمل اعلانیہ نہ کیا جا سکتا ہو تو وہاں جا کر رہائش اختیار کرنا نہ صرف ناجائز بلکہ ایمان کے لئے بھی خطرناک ثابت ہو گا۔

حتی کہ اہل علم نے اس آیت ﴿أَلَمۡ تَكُنۡ أَرۡضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةً فَتُهَاجِرُواْ فِيهَاۚ﴾[4] "کیا اللہ کی زمین کشادہ نہیں تھی کہ تم اس کی طرف ہجرت کر جاتے" کی تشریح و تفسیر میں ایسے لوگوں پر ہجرت کو لازم قرار دیا ہے کہ جو غیر مسلم ممالک میں رہتے ہوئے اپنے دین کا اظہار نہیں کر سکتے اور دینی واجبات پر اعلانیہ عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔

لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنی دینی آزادی اور ایمان کی سلامتی کو ہر حال میں مقدم رکھے اور جہاں بھی یہ ممکن نہ ہو تو وہاں رہائش اختیار کرنے سے بچے، تاکہ وہ رضائے الٰہی کے مطابق زندگی بسر کر سکے۔

غیر مسلم ممالک کی طرف سفر اور رہائش کی چند مباح صورتیں

دورِ حاضر میں غیر مسلم ممالک کی طرف سفر اور وہاں اقامت اختیار کرنا ایک ایسا مسئلہ ہے جو مسلمانوں کے لئے فکری و عملی طور پر خاص اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر تعلیمی، تجارتی، طبّی اور معاشی مقاصد کے پیش نظر مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد غیر مسلم ممالک کا رُخ کر رہی ہے۔ ایسی صورتحال میں یہ جاننا ضروری ہے کہ شریعتِ اسلامیہ اس طرح کے سفر اور رہائش کے بارے میں کیا رہنمائی کرتی ہے۔ بطورِ خاص اکیسویں صدی کے فتاویٰ اس حوالے سے نہایت اہم ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں جن کی روشنی میں اس مسئلے کو بہتر طریقے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس موضوع کی مزید تفصیلات میں جانے سے قبل آئندہ سطور میں غیر مسلم ممالک کی طرف سفر اور وہاں رہائش کی چند ایسی صورتیں ذکر کی جا رہی ہیں جو علماء و مفتیان کے ہاں مباح تصور ہوتی ہیں، ملاحظہ فرمائیے:

- **دعوت و تبلیغ:**

اس غرض سے اگر کوئی مسلمان غیر مسلم ممالک کی طرف سفر یا وہاں اقامت اختیار کرتا ہے تو یہ نہ صرف مباح ہے بلکہ اہل علم نے اسے جہاد کی ایک قسم بھی قرار دیا ہے اور یہ باعثِ اجر و ثواب بھی ہے۔ کیونکہ دعوت و تبلیغ واجباتِ دین میں سے ہونے کے ساتھ ساتھ انبیاء کے وظائف میں سے بھی ہے۔[5] کتاب و سنت میں اس عمل کو رحمتِ الٰہی کا موجب،[6] دنیا و آخرت کی فلاح کا سبب[7] اور سب سے افضل و بہتر کام قرار دیا گیا ہے۔[8] جس شخص کو دین کی ایک بات کا بھی علم ہو نبی ﷺ نے اسے بھی آگے پہنچانے کی ترغیب دی ہے۔[9] لہذا جو افراد غیر مسلم معاشروں میں مقیم ہو کر اسلام کا تعارف کرائیں اور وہاں نیک ماحول فراہم کرنے کی کوشش کریں یقیناً وہ ایک عظیم دینی خدمت پر مامور ہیں۔ تاہم ایسے افراد کے پاس دین کا بنیادی علم ہونا اور ان کا وہاں دین و شریعت کا پابند ہونا بھی ضروری ہے تاکہ دعوت کا اثر مثبت ہو اور ایمان بھی محفوظ ہو۔

- **جاسوسی:**

دشمنانِ اسلام کی دسیسہ کاریوں اور خفیہ سازشوں سے مسلمانوں کو بچانے اور کفار کی چالوں اور منصوبوں کا سراغ لگا کر اہل اسلام کو باخبر کرنے کے لئے غیر مسلم معاشروں میں رہائش اختیار کرنا نہ صرف مباح بلکہ بعض حالات میں دینی فرائض میں شامل ہو جاتا ہے ۔ سیرتِ نبوی سے بھی ثابت ہے کہ جنگ خندق میں حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو نبی ﷺ نے کفار کی جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا تھا۔[10] تاہم اس صورت میں بھی مسلمان کو نہایت حکمت و بصیرت، صبر واستقامت، خفیہ تدبیر اور ایمانی پختگی کے ساتھ کام کرنا ہو گا تا کہ وہ خود بھی فتنوں سے محفوظ رہ سکے اور امت کے لئے بھی مؤثر کردار ادا کر سکے۔

- **سفارت کاری:**

اگر کسی مسلمان کو غیر اسلامی ملک میں سفیر کے طور پر متعین کیا جاتا ہے تو اس صورت میں اس کا وہاں قیام کرنا درست ہے۔ کیونکہ وہ ایک دینی اور قومی ذمہ داری کی غرض سے وہاں رہائش اختیار کرتا ہے اور اس کی وہاں موجودگی ایک خاص مصلحت و ضرورت کے پیش نظر ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے بھی اپنے مختلف صحابہ کو غیر مسلم حکمرانوں کی طرف سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ لہذا ریاستی نمائندگی اور سفارتی تعلقات کی غرض سے غیر مسلم معاشرے کی طرف سفر اور وہاں رہائش اختیار کرنا درست ہے۔ البتہ سفیر پر لازم ہے کہ اسلامی اصولوں پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہ کرے، غیر اسلامی تہذیب و ثقافت سے متاثر نہ ہو اور دینی شناخت کو قائم رکھے۔ اس صورت میں سفیر نہ صرف اپنے ملک و وطن کی نمائندگی کرے گا بلکہ اپنے کردار و گفتار کے ذریعے اسلام کا روشن چہرہ بھی پیش کرے گا۔

- **بوقتِ ضرورت مجبوری:**

اگر کوئی مسلمان سخت ضرورت یا مجبوری کی وجہ سے کسی غیر مسلم معاشرے میں رہائش اختیار کرتا ہے تو شریعت میں اس کی اجازت ہے،[11] بشرطیکہ وہ وہاں دین پر مکمل طور پر عمل پیرا رہ سکے۔ جیسا کہ اگر کسی شخص کو اپنے ملک میں ظلم و ستم، قید و بند یا سیاسی انتقام وغیرہ کا نشانہ بنایا جا رہا ہو اور اس کی جان و مال کو خطرہ ہو، یا سخت معاشی تنگی میں مبتلا ہو اور اسلامی ملک میں روزگار کی کوئی صورت نہ ہو تو ایسی حالت میں وہ کسی غیر مسلم ملک میں رہائش اختیار کر سکتا ہے، تاہم یہ شرط ہے کہ وہ خود اور اگر اہل و عیال بھی ساتھ ہوں تو وہ سب بھی دین پر قائم رہ سکیں اور وہاں کے فتنوں سے بچ سکیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص علاج معالجہ یا کسی اور ایسی جائز ضرورت کے تحت وہاں اقامت اختیار کرتا ہے کہ جس کا حصول اس کے اپنے ملک میں ممکن نہیں تو یہ بھی جائز ہے۔ البتہ اس پر لازم ہے کہ ضرورت پوری ہوتے ہی اپنے اسلامی ملک واپس لوٹ آئے۔

- **حصولِ علم:**

غیر مسلم ممالک میں رہائش اختیار کرنے کی ایک مباح صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حصولِ علم کی غرض سے وہاں اقامت اختیار کی جائے۔ لیکن اس قیام میں کئی لحاظ سے دینی، فکری اور اخلاقی خطرات موجود ہوتے ہیں، بطورِ خاص کم عمر طلبا کے لئے جو ناپختہ عقل اور صغر سنی کی وجہ سے اپنے اساتذہ اور وہاں کے ماحول سے متاثر ہو سکتے ہیں، جس سے ان کے عقائد و اخلاق اور دینی تشخص کے بگڑنے کا شدید اندیشہ ہوتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ حصولِ علم کے لئے غیر اسلامی معاشروں کا رُخ صرف وہی طلبا کریں

جو عقل میں اتنے پختہ ہوں کہ صحیح اور غلط میں تمیز کر سکیں، ان کے پاس اس حد تک شرعی علم موجود ہو کہ حق و باطل میں فرق کر سکیں، ان میں اتنی دینی غیرت و حمیت موجود ہو کہ خود کو کفر و فسق کی لعنتوں اور فتنوں سے بچا سکیں اور بطورِ خاص اسی علم کے حصول کے لئے وہاں جائیں جس میں مسلمانوں کی کوئی مصلحت بھی پوشیدہ ہو اور اس کا حصول اپنے ملک میں ممکن بھی نہ ہو۔[12]

غیر مسلم ممالک میں مستقل رہائش: اتفاقی و اختلافی صورت

مذکورہ بالا چند عارضی اور مباح صورتوں کے علاوہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی عالمی نقل و حرکت کے باعث غیر مسلم ممالک میں مستقل رہائش اختیار کرنے کا مسئلہ دورِ حاضر کا ایک اہم فقہی و سماجی مسئلہ بن کر سامنے آیا ہے اور اہل علم کی توجہ کا مرکز بن چکا ہے۔ علماء و مفتیان کی اس کے متعلق مختلف آراء ہیں، البتہ ان کا حاصل یہ ہے کہ ایک صورت تو ایسی ہے جس پر سب کا اتفاق ہے جبکہ ایک صورت مختلف فیہ ہے۔

- **اتفاقی صورت:**

ایسے ممالک جہاں دین و ایمان، مال و جان اور عزت و آبرو کا خطرہ ہو، اعلانیہ دین پر عمل ممکن نہ ہو اور مذہبی آزادی بھی حاصل نہ ہو (جیسا کہ ہجرتِ مدینہ سے قبل مکہ کی صورتحال تھی) تو ان میں مستقل رہائش کے لئے جانا ہرگز جائز نہیں۔ اس پر تمام علماء و فقہا کا اتفاق ہے۔ نیز ایسے ممالک میں پہلے سے مقیم مسلمان اگر کسی دوسرے مسلم یا پرامن ملک کی طرف ہجرت کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں تو ان پر واجب ہے کہ وہاں سے ہجرت کر جائیں۔[13] ان کا استدلال ایک تو اُن روایات سے ہے جن میں مشرکین کے درمیان رہنے سے منع کیا گیا ہے اور بطورِ خاص درج ذیل آیت سے ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ تَوَفَّىٰهُمُ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ ظَالِمِىٓ أَنفُسِهِمْ قَالُوا۟ فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا۟ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ قَالُوٓا۟ أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةً فَتُهَاجِرُوا۟ فِيهَا ۚ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ مَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا﴾[14]

"جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں جب فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں، تم کس حال میں تھے؟ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اپنی جگہ کمزور اور مغلوب تھے، فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے؟ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ پہنچنے کی بری جگہ ہے۔"

یہ آیت دراصل ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو مکہ اور اس کے قرب و جوار میں مسلمان تو ہو چکے تھے لیکن انہوں نے کفار کے ڈر سے قبولِ اسلام کا اعلان نہ کیا اور تکلیف و آزمائش کے ڈر سے مسلمانوں کے ساتھ ہجرتِ مدینہ کی بجائے اپنے علاقوں میں رہنے کو ہی ترجیح دی اور پھر جب جنگ بدر ہوئی تو مجبوراً ان کو میدانِ جنگ میں بھی اُن کے ساتھ آنا پڑا۔[15] تو اس آیت میں ایسے لوگوں کو ظالم قرار دیتے ہوئے سخت وعید بھی سنائی گئی ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ایسے غیر مسلم علاقے میں رہائش اختیار کرنا بدترین گناہ ہے کہ جہاں دین و ایمان محفوظ نہ ہو اور وہاں سے ہجرت کرنا بھی واجب ہے بشرطیکہ وہ انسان وہاں سے نکل کر کسی دوسرے پرامن مقام پر رہائش اختیار کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔[16]

❖ تاہم اگر اس کی استطاعت نہ ہو یا کوئی واقعی معذور ہو جیسے کفار کا قیدی، بیمار، اندھا، لنگڑا، بوڑھا، عورتیں اور چھوٹے بچے وغیرہ یا ان کے پاس سفر کے وسائل نہ ہوں، نہ مالی اخراجات کا بندوبست ہو اور نہ ہی پیدل سفر کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور نہ کسی دوسری

ریاست میں جائے پناہ کے حصول کے قابل ہوں تو ایسے تمام حقیقی معذور لوگ درج بالا وعید سے مستثنیٰ ہیں اور بالاتفاق نہ تو ان پر وہاں سے ہجرت واجب ہے اور نہ ہی انہیں وہاں سے ہجرت نہ کرنے کا کوئی گناہ ہوگا۔اس کے لئے گزشتہ آیت کے متصل بعد والی آیت سے استدلال کیا گیا ہے:

﴿ إِلَّا ٱلْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ ٱلرِّجَالِ وَٱلنِّسَآءِ وَٱلْوِلْدَٰنِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا فَأُو۟لَـٰٓئِكَ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ﴾[17]

"مگر جو مرد، عورتیں اور بچے واقعی کمزور (بے بس) ہیں، (اور) وہ وہاں سے نکلنے کا کوئی ذریعہ و راستہ بھی نہیں پاتے۔ تو ایسے لوگوں کے متعلق امید ہے کہ اللہ انہیں معاف کر دے گا، اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا بخشنے والا ہے۔"

کبار علماء پر مشتمل سعودی حکومت کی قائم کردہ مستقل فتویٰ کمیٹی نے بھی اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔[18]

- **اختلافی صورت:**

ایسے ممالک جہاں دین و ایمان، مال و جان اور عزت و آبرو کا کوئی خطرہ نہ ہو، اعلانیہ دین پر عمل بھی ممکن ہو اور مکمل طور پر مذہبی آزادی بھی حاصل ہو تو ان میں مستقل رہائش اختیار کرنے سے متعلق اختلاف ہے:

- ایک رائے تو یہ ہے کہ ایسے ممالک میں مذہبی آزادی کے باوجود رہائش اختیار کرنے سے اجتناب ہی بہتر ہے کیونکہ اسی طرح کفار کی فکری گمراہیوں، اخلاقی برائیوں اور معاشرتی فتنوں سے دامن بچایا جا سکتا ہے۔
- جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ ایسے ممالک میں قیام فی نفسہٖ ممنوع نہیں بشرطیکہ انسان وہاں اپنی دینی شناخت قائم رکھ سکتا ہو کیونکہ موجودہ غیر مسلم معاشروں کی صورتحال ویسی نہیں جیسی ابتدائے اسلام یا قرونِ اولیٰ میں تھی۔

قابل ترجیح رائے

ہمارے علم کے مطابق مذکورہ دوسری رائے ہی قابل ترجیح ہے کیونکہ اسی پر عمل پیرا ہونے سے متعدل و متوازن اسلامی نظامِ حیات، معاشرتی حقائق اور انسانی ضروریات کی تکمیل ممکن ہے۔ یہی باعث ہے کہ جمہور علما و فقہا نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے۔

خلاصہ بحث:

پاکستان کے موجودہ ابتر حالات کے باعث بہت سے افراد ترکِ وطن پر مجبور ہیں۔ معاشی آسودگی اور بہتر مستقبل کی تلاش میں یہ لوگ اپنا وطن چھوڑ کر دیگر خوشحال ممالک کا رُخ کر رہے ہیں۔ تو جو افراد اسلامی ممالک کی طرف جاتے ہیں اُن کے اس عمل پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا، لیکن جب کوئی غیر مسلم ممالک کا انتخاب کرتا ہے تو اسے مختلف قسم کے اعتراضات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض علما اس عمل کو ناجائز قرار دیتے ہیں جبکہ بعض مخصوص شرائط کے ساتھ جائز کہتے ہیں۔ تو تحقیق سے ایک تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ غیر مسلم ممالک میں رہائش کی چند صورتیں ایسی ہیں جن کے جواز پر تقریباً سب ہی علما متفق ہیں جیسا کہ دعوت و تبلیغ کے مقصد سے جانا، دشمنانِ اسلام کی جاسوسی کے لئے، سفارتکاری کی غرض سے، کسی اشد ضرورت و مجبوری جیسے علاج معالجہ وغیرہ کی غرض سے یا کسی ایسے علم کے حصول کے لئے جانا جو اسلامی ممالک میں دستیاب نہ ہو اور وہ مسلمانوں کے لئے مفید بھی ہو۔ علاوہ ازیں غیر مسلم ممالک میں مستقل رہائش کی ایک صورت ایسی ہے جس کے عدمِ جواز پر سب کا اتفاق ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے غیر مسلم ممالک کا رُخ کرنا جہاں نہ تو دین

وایمان محفوظ ہواور نہ ہی مذہبی آزادی حاصل ہو۔ایسے ممالک سے پُرامن معاشروں کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے۔ایسی صورت میں صرف وہی افراد وہاں رہ سکتے ہیں جو شرعی طور پر معذور ہوں اور ہجرت پر قادر نہ ہوں۔اس صورت کے علاوہ ایک دوسری اختلافی صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی غیر مسلم ملک میں دین وایمان بھی محفوظ ہواور مذہبی آزادی بھی حاصل ہو جیسا کہ آج کل اکثر وبیشتر غیر مسلم ممالک کی یہی صورتحال ہے تو کیا وہاں مستقل رہائش اختیار کی جاسکتی ہے؟ تو اس حوالے سے ایک رائے عدمِ جواز جبکہ دوسری رائے جواز کی ہے اور وہی قابل ترجیح ہے، نیز جمہور علمانے بھی یہی رائے اختیار فرمائی ہے۔

References:

[1] Al-Qurʾān, 5 : 51 .

[2] Al-Qurʾān, 58 : 22.

[3] Abū ʿAbd Allāh Muḥammad bin Ismāʿīl al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar min Umūr Rasūl Allāh ﷺ wa-Sunanihī wa-Ayyāmihī (Riyadh: Dār-us-Salām, 2010), Kitāb al-Adab, Bāb ʿAlāmatu al-Ḥubb fī Allāh Taʿālā, Ḥadīth no. 5816.

[4] Al-Qurʾān, 4 : 97.

[5] Al-Qurʾān, 21 : 25.

[6] Al-Qurʾān, 9 : 71.

[7] Al-Qurʾān, 3 : 104 .

[8] Al-Qurʾān, 41 : 33.

[9] Bukhārī, Kitāb Aḥādīth al-Anbiyāʾ, Bāb Mā Dhukira ʿan Banī Isrāʾīl, Ḥadīth no. 3461.

[10] Muḥammad bin Yūsuf al-Ṣāliḥī, Subul al-Hudā wa-al-Rashād fī Sīrat Khayr al-ʿIbād (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1993), 4/387.

[11] Al-Qurʾān, 2 : 173.

[12] Mākhūdh az: Muḥammad bin Ṣāliḥ al-ʿUthaymīn, Sharḥ Thalāthatu al-Uṣūl (Riyadh: Dār al-Thurayyā, 2004), 134–137.

[13] Abū Bakr al-Jaṣṣāṣ, *Aḥkām al-Qurʾān* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1994), 3/211; Qāḍī Abū Bakr Ibn al-ʿArabī, *Aḥkām al-Qurʾān* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2003), 1/484; Muḥammad bin Idrīs al-Shāfiʿī, *al-Umm* (Beirut: Dār al-Fikr, 1403 AH), 2/129; Ibn Qudāmah al-Maqdisī, *al-Mughnī* (Riyadh: Dār ʿĀlam al-Kitāb li-al-Ṭibāʿah wa-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 1997), 8/457; Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, *Fatḥ al-Bārī* (Riyadh: Dār Ṭaybah li-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 2005), 6/190; Muḥammad bin ʿAlī al-Shawkānī, *Nayl al-Awṭār* (Saudi Arabia: Dār Ibn al-Jawzī, 1445 AH), 8/26.

[14] Al-Qurʾān, 4 : 97.

[15] Abū al-Fidāʾ ʿImād al-Dīn Ismāʿīl bin Kathīr, Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1998), 3/193.

[16] Maḥmūd bin ʿUmar bin Aḥmad, al-Kashshāf (Beirut: Dār al-Kitāb al-ʿArabī, 1987), 1/555.

[17] Al-Qurʾān, 4 : 98-99.

[18] Ahmad bin ʿAbd al-Razzāq al-Duwīsh, Fatāwā al-Lajnah al-Dāʾimah lil-Buḥūth al-ʿIlmiyyah wa-al-Iftāʾ (Riyadh: Riʾāsah Idārat al-Buḥūth al-ʿIlmiyyah wa-al-Iftāʾ, 1431H), 12/57.